مرزا قادیانی کی سیکسی پیدائش کی کہانی خود مرزا بے حیاء کی زبانی

مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کے غیر معمولی اور بے حیاء پہلوؤں کو خود اپنی زبان میں بیان کیا

پیدائش مرزا قادیانی

قادیانی کتب کے سکین کی روشنی میں

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی کی پیدائش

تمہیدی مقدمہ

زیرِ نظر رسالہ "مرزا قادیانی کی پیدائش"، کسی الزام تراشی یا جذباتی ردِعمل کا مجموعہ نہیں بلکہ قادیانی لٹریچر ہی میں موجود اُن بیانات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ہے جن میں مرزا غلام قادیانی اپنی پیدائش کے حالات اس انداز سے بیان کرتا ہے جو نہ صرف سلیم الفطرت انسانی ذوق کے منافی ہے بلکہ انبیاء و صلحاء کے بیان کردہ اسالیبِ وقار سے بھی یکسر مختلف ہے۔ اس رسالے کا مقصد یہ ہے کہ اصل ماخذات کی بنیاد پر، بغیر کسی اضافہ یا تحریف کے، وہ مواد قارئین کے سامنے رکھا جائے جو خود قادیانی کتب میں درج ہے، تاکہ قاری براہِ راست متن کو دیکھ کر اپنی رائے قائم کر سکے۔

اس تمہیدی مقدمے میں واضح کیا جاتا ہے کہ بحث کا محور مرزا قادیانی کے وہ خودنوشت بیانات ہیں جن میں وہ اپنی ولادت کے واقعات کو غیر مہذب اور فحش پیرائے میں بیان کرتا ہے، اور اسی بیان کو اپنی مخصوص مذہبی تعبیرات اور دعووں کے ساتھ جوڑتا ہے۔ یہ طرزِ بیان نہ صرف ایک عام انسان کے لیے باعثِ نفرت ہے بلکہ اُس شخص کے لیے بدرجۂ اولیٰ ناقابلِ قبول ہے جو اپنے آپ کو مامور من اللہ یا روحانی پیشوا کے منصب پر فائز سمجھتا ہو۔ اسی بنیاد پر اس رسالے میں یہ سوال اصولی طور پر اٹھایا جائے گا کہ کیا اس نوعیت کے بیانات کسی الہامی شخصیت کے شایانِ شان ہو سکتے ہیں۔

مزید یہ کہ اس رسالے میں مرزا قادیانی کی پیدائش کے ضمن میں بیان ہونے والے دیگر کرداروں، خصوصاً دائی کے ذکر، کو بھی تحقیقی زاویے سے پرکھا جائے گا۔ یہ تمام گفتگو قیاس آرائی یا سنی سنائی باتوں پر نہیں بلکہ قادیانی کتب کے اصل متون، ان کے مستند ایڈیشنز،

مضبوط حوالہ جاتی تفصیلات، اور جہاں ممکن ہو وہاں اصل صفحات کے اسکینز کی بنیاد پر کی جائے گی، تاکہ تحقیق کی دیانت اور علمی معیار برقرار رہے۔

یہ بات بھی پیشِ نظر رکھی گئی ہے کہ اس رسالے کا اسلوب جذباتی خطابت کے بجائے دستاویزی اور استنادی ہوگا۔ مقصد محض کسی کو اشتعال دلانا نہیں بلکہ یہ دکھانا ہے کہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ اور اس کے اپنے مذہبی ذخیرے کس طرح اس کی شخصیت، اس کے دعووں اور اس کے فکری معیار کو خود ہی مشتبہ بنا دیتے ہیں۔ قاری سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پیش کردہ مواد کو پورے تناظر کے ساتھ پڑھے، حوالہ جات کا خود جائزہ لے، اور پھر نتیجہ اخذ کرے۔

اسی تمہیدی بنیاد پر آگے چل کر تفصیلی مضامین میں ایک ایک حوالہ، اس کا پس منظر، اس کے الفاظ کا مفہوم، اور اس کے دینی و اخلاقی مضمرات پر مفصل گفتگو کی جائے گی، تاکہ ''مرزا قادیانی کی پیدائش'' کے موضوع پر یہ رسالہ محض ایک دعویٰ نہیں بلکہ مضبوط شواہد پر قائم ایک مکمل تحقیقی دستاویز بن سکے۔

آدم سے تشبیہ اور خدا کو باپ قرار دینے کا تصور

کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی
توّلد پاتا۔ اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 478)

مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے قصے کا آغاز ایک ایسے دعوے سے کرتا ہے جو محض ذاتی حکایت نہیں رہتا بلکہ اعتقادی حدود کو براہِ راست چیلنج کرتا ہے۔ ابتدائی سطور میں وہ اپنے آپ کو ''آدمِ روحانی'' سے تشبیہ دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ چونکہ اس کی پیدائش کے وقت کوئی ''روحانی انسان'' موجود نہ تھا جس سے یہ تولد ہوسکتا، اس لیے خدا نے خود ''روحانی باپ'' بن کر

اسے پیدا کیا۔ اس بیان میں تشبیہ کی حد محض مثال تک محدود نہیں رہتی بلکہ ایک ایسا مفہوم جنم لیتا ہے جس میں خدا اور بندے کے رشتے کو باپ اور بیٹے کے قالب میں ڈھال دیا گیا ہے۔

اعتقادی لغزش اور الفاظ کی سنگینی

یہ تعبیر محض استعاراتی زبان کا بے ضرر استعمال نہیں بلکہ ایسے الفاظ پر مشتمل ہے جو اسلامی عقیدۂ توحید کے مروجہ اور مسلمہ فہم سے متصادم ہیں۔ اسلام میں خدا کی نسبت باپ کے طور پر کرنا نہ صرف غیر معروف ہے بلکہ صریح طور پر مردود تصور کیا جاتا رہا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ”خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا“، ایک ایسی فکری لغزش ہے جو خدا کی ذات کے بارے میں وہی اسلوب اختیار کرتی ہے جسے مسلمان ہمیشہ سے غیر اسلامی بلکہ نصاریٰ کے مخصوص عقائد سے جوڑتے آئے ہیں۔

تشبیہِ آدم اور خود مرکزیت

مزید برآں، اپنے آپ کو حضرت آدم سے تشبیہ دینا، اور وہ بھی اس انداز سے کہ جیسے ایک نئی نوعِ انسانیت یا روحانی سلسلے کی ابتدا اسی ذات سے ہو رہی ہو، خود مرکزیت اور دعویٰ برتری کی ایک واضح مثال ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت اسلام میں ایک مسلمہ نبی اور انسانیت کے جدِ امجد کی ہے، جبکہ یہاں اس تشبیہ کو ایک نئے روحانی آغاز کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے، جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرزا قادیانی خود کو عام انسانوں اور حتیٰ کہ صالحین کے دائرے سے بھی اوپر لے جاتا ہے۔

تمہیدی انحراف کی حیثیت

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ یہ پورا قصہ محض اختتامی صفحات میں نہیں بلکہ اسی ابتدائی تحریر سے ایک ایسے انحراف کی بنیاد رکھ دیتا ہے جو آگے چل کر پیدائش کے واقعات کی غیر فطری،

غیر مہذب اور فحش تفصیلات تک جا پہنچتا ہے۔ گویا آغاز ہی ایک ایسے تصور سے کیا گیا ہے جو اعتقادی اعتبار سے محلِ نظر ہے، اور یہی آغاز بعد کے پورے بیانیے کے مزاج کو واضح کر دیتا ہے۔

اس رسالے میں ان صفحات کو تسلسل کے ساتھ بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ قاری یہ دیکھ سکے کہ مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کے قصے کی ابتدا کن الفاظ اور کن تصورات سے کی، اور وہ تصورات کس طرح اسلامی عقیدے سے متصادم ہوتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ یوں یہ ابتدائی عبارت محض ایک اقتباس نہیں بلکہ پورے قصے کا فکری مقدمہ ہے، جو مرزا قادیانی کے دعووں، اسلوبِ بیان اور اعتقادی معیار کو خود اسی کی تحریر کی روشنی میں پرکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت عامہ ہے اپنی جسمانی خِلقت کے رُو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر اور مؤنث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا۔
>
> (روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 478)

''یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا......'' سے شروع ہونے والی یہ عبارت اپنے اندر کئی نہایت سنگین اور قابلِ توجہ دعوے سموئے ہوئے ہے، جو محض ایک ذاتی کیفیت کے بیان تک محدود نہیں رہتے بلکہ براہِ راست اعتقادی انحراف کی شکل اختیار کر

لیتے ہیں۔

آخری آدم ہونے کا دعویٰ

سب سے پہلا اور بنیادی نکتہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو ''آخری آدم'' قرار دیتا ہے۔ یہ دعویٰ حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت کو محض تاریخی شخصیت تک محدود کر کے ایک نئے ''آدم'' کے تصور کو جنم دیتا ہے، جو اسلامی عقیدے کے مسلمہ فہم کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام میں حضرت آدم علیہ السلام واحد آدم ہیں، اور کسی دوسرے شخص کو ''آدمِ آخر'' یا ''انتہائی آدم'' کہنا ایک نئی اعتقادی اصطلاح گھڑنے کے مترادف ہے۔

الہام کی خودساختہ توجیہ

اس عبارت میں ''آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ'' جیسے قرآنی اسلوب سے ماخوذ الفاظ کو اپنی ذات پر منطبق کر کے ایک ''لطیف اشارہ'' قرار دیا گیا ہے۔ یہ طریقۂ استدلال درحقیقت قرآن کے الفاظ کو ان کے اصل مفہوم اور تاریخی محل سے کاٹ کر ذاتی دعوے کے حق میں استعمال کرنے کی کوشش ہے، جو تفسیر نہیں بلکہ تحریفِ معنوی کی ایک واضح صورت ہے۔

مہدی کامل اور خاتمِ ولایت عامہ کا اعلان

اسی عبارت میں مرزا قادیانی خود کو ''مہدی کامل'' اور ''خاتمِ ولایت عامہ'' قرار دیتا ہے۔ یہ دونوں القابات نہ صرف انتہائی عظیم دعوے ہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے متفقہ عقائد سے متصادم بھی ہیں۔ خصوصاً ''خاتمِ ولایت عامہ'' کا تصور ایک ایسے تسلسل روحانیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا مرکز مرزا کی ذات بن جاتی ہے، اور یوں وہ خود کو تمام اولیاء کے سلسلے کا آخری اور کامل نمونہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

جسمانی خلقت میں مذکر و مؤنث ہونے کا دعویٰ

انتہائی تشویشناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنی جسمانی پیدائش کے بارے میں دعویٰ کرتا ہے

کہ وہ ''مذکر اور مؤنث کی صورت پر پیدا ہوا''، اور اس کو حضرت آدم علیہ السلام سے تشبیہ دیتا ہے۔ یہ بیان نہ صرف فطرتِ انسانی کے خلاف ہے بلکہ اس کا ذکر جس انداز میں کیا گیا ہے وہ بعد کے صفحات میں آنے والی غیر مہذب تفصیلات کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کے دعوے نہ کسی دینی روایت میں ثابت ہیں اور نہ ہی سلیم عقل انہیں قبول کرتی ہے۔

خاتم الاولاد ہونے کی توجیہ

آخر میں ''خاتم الاولاد'' ہونے کا ذکر بھی اسی غیر معمولی اور غیر فطری پیدائش کے ساتھ جوڑا گیا ہے، گویا یہ سب امور کسی خاص الہامی منصوبے کے تحت وقوع پذیر ہوئے ہوں۔ یہاں ذاتی جسمانی حالت کو روحانی عظمت اور انتخابِ الٰہی کی دلیل بنا کر پیش کیا گیا ہے، جو ایک بار پھر خود تقدیسی اور غلو پر مبنی ذہنیت کو ظاہر کرتا ہے۔

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو محض ایک طبعی واقعہ نہیں بلکہ ایک عظیم روحانی و اعتقادی علامت بنا کر پیش کرتا ہے، جس کے ذریعے وہ خود کو آدم، مہدی، خاتمِ ولایت اور منفرد الہامی ہستی کے طور پر منوانا چاہتا ہے۔ یہی وہ نقطۂ آغاز ہے جہاں سے اس کی تحریر عام انسانی بیان سے نکل کر صریح اعتقادی انحراف کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہے، اور یہی انحراف آگے چل کر مزید شدید اور قابلِ اعتراض صورتیں اختیار کرتا ہے۔

خاتم الاولاد، کامل انسان

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479)

مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے بیان کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے خود کو ''آخری آدم''

قرار دیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جوڑا پیدا ہوا، جیسا کہ اس کے بقول ایک الہام میں ”آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ“ کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ پھر وہ یہ اضافہ کرتا ہے کہ بعض گذشتہ اکابر نے الہام پا کر یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ”انتہائی آدم“ جو ”مہدی کامل“ اور ”خاتمِ ولایتِ عامہ“ ہے، اپنی جسمانی خلقت کے اعتبار سے جوڑا پیدا ہوگا، یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر اور مؤنث کی صورت پر، اور وہ ”خاتم الاولاد“ ہوگا۔ آگے چل کر اسی دعوے کی وضاحت یوں کرتا ہے کہ خاتم الاولاد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی موت کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان پیدا نہیں ہوگا۔

آخری آدم ہونے کا دعویٰ

اس اقتباس میں سب سے پہلا نمایاں نکتہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو ”آخری آدم“ قرار دیتا ہے۔ آدم کا لفظ محض ایک فرد کے لیے نہیں بلکہ انسانی آغاز اور نوعِ انسان کی بنیاد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو آخری آدم کہنا دراصل ایک نئے روحانی یا انسانی دور کے اختتام کا اعلان ہے، جو عام صالح یا مجدد کے تصور سے کہیں آگے جا کر ایک غیر معمولی اور منفرد حیثیت قائم کرتا ہے۔

جوڑا پیدا ہونے کا غیر فطری تصور

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہ جسمانی طور پر ”جوڑا“ پیدا ہوا، یعنی مذکر و مؤنث کی صورت پر، ایک ایسا تصور ہے جو نہ صرف انسانی پیدائش کے فطری نظام سے متصادم ہے بلکہ مذہبی و اخلاقی ذوق کے بھی خلاف ہے۔ اس دعوے کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے تشبیہ دینا اس غیر فطری بیان کو تقدس کا رنگ دینے کی کوشش ہے، حالانکہ یہ تشبیہ اپنی نوعیت میں نہ سائنسی ہے اور نہ ہی دینی روایت سے ثابت۔

مہدی کامل اور خاتم ولایتِ عامہ کا دعویٰ

اسی اقتباس میں مرزا قادیانی خود کو ’’مہدی کامل‘‘ اور ’’خاتمِ ولایتِ عامہ‘‘ بھی قرار دیتا ہے۔ یہ محض ایک اضافی لقب نہیں بلکہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو اس کے بعد آنے والے تمام روحانی مدارج اور اولیاء کے سلسلے کو عملاً ختم کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو نہ صرف اپنے زمانے بلکہ آنے والے تمام زمانوں کے لیے روحانی کمال کی آخری حد بنا دیتا ہے۔

خاتم الاولاد کی خود ساختہ تشریح

مرزا قادیانی ’’خاتم الاولاد‘‘ کی جو تشریح کرتا ہے، وہ بھی غیر معمولی ہے۔ اس کے مطابق اس کی موت کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی ’’کامل انسان‘‘ پیدا نہیں ہوگا۔ اس بیان کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے بعد پیدا ہونے والے تمام انسان روحانی کمال کے اعتبار سے ناقص اور ادھورے ہوں گے۔ یہ تصور نہ صرف خدا کی تخلیقی سنت کو محدود کرتا ہے بلکہ انسانی تاریخ اور روحانی ارتقاء کو بھی ایک شخص پر لا کر بند کر دیتا ہے۔

دعویٰ کی مجموعی نوعیت

ان اقتباسات کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو ایک واضح فکری نقشہ سامنے آتا ہے۔ مرزا قادیانی خود کو آخری آدم، مہدی کامل، خاتم ولایتِ عامہ اور خاتم الاولاد ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنی پیدائش کے غیر فطری اور غیر مہذب بیان کو انہی عظیم دعووں کے لیے بنیاد بناتا ہے۔ یہ محض پیدائش کا قصہ نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا تمہیدی بیانیہ بن جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی ذات کو انسانی اور روحانی تاریخ کے مرکز اور اختتام کے طور پر پیش کرتا ہے۔

مرزا قادیانی کی توام پیدائش

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

یعنی مَیں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی اپنی ولادت کے بیان کو محض ایک ذاتی واقعہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک غیر معمولی، ماورائی اور اعتقادی دعوے کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ''آخری آدم'' قرار دیتا ہے، اپنے اس دعوے کو ایک من گھڑت الہام اور سابقہ ''اکابر'' کی نام نہاد پیشگوئیوں سے جوڑتا ہے، اور یہ مؤقف اختیار کرتا ہے کہ وہ ''جوڑا پیدا ہوا''، یعنی مرد و عورت کی خصوصیات کے ساتھ، آدم صفی اللہ کی طرح۔ اس بیان کے ذریعے وہ اپنی پیدائش کو عام انسانی ولادت کے دائرے سے نکال کر ایک استثنائی اور فوق البشر حیثیت دینے کی کوشش کرتا ہے۔

آخری آدم اور مہدی کامل کا خود ساختہ تصور

مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو ''انتہائی آدم''، ''مہدی کامل'' اور ''خاتم ولایت عامہ'' کہنا دراصل خود ستائی اور خود ساختہ برتری کا ایک تسلسل ہے۔ یہاں نہ صرف وہ اپنے آپ کو سابقہ اولیاء اور صالحین سے ممتاز قرار دیتا ہے بلکہ یہ تاثر بھی دیتا ہے کہ انسانی روحانی ارتقاء کی آخری کڑی وہ خود ہے۔ اس طرح کا دعویٰ، خواہ کسی بھی اصطلاح میں پیش کیا جائے، ایک ایسے فکری غلو کی نمائندگی کرتا ہے جس کی بنیاد قرآن وسنت کے مسلمہ فہم میں کہیں نہیں ملتی۔

جوڑا پیدا ہونے کا دعویٰ اور فطرت سے تصادم

یہ کہنا کہ وہ ''جوڑا پیدا ہوا'' اور آدم علیہ السلام کی طرح ''مذکر اور مؤنث کی صورت پر پیدا ہوا''، نہ صرف طبی اور فطری حقائق کے خلاف ہے بلکہ ایک غیر مہذب اور غیر سنجیدہ بیانیہ بھی ہے۔ اس دعوے کو روحانی رنگ دے کر پیش کرنا اس کی سنگینی کو کم نہیں کرتا بلکہ مزید بڑھا دیتا

ہے، کیونکہ یہاں جسمانی پیدائش کو ایک عقیدتی اور روحانی امتیاز کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔

خاتم الاولاد کا مفہوم اور انسانی سلسلے کا انکار

مرزا قادیانی اس بات کی صراحت بھی کرتا ہے کہ ''خاتم الاولاد'' سے مراد یہ ہے کہ اس کی موت کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی ''کامل انسان'' پیدا نہیں ہوگا۔ اس دعوے کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے تمام صالحین، علماء، اولیاء اور نیک انسانوں کے کمال کی نفی کرتا ہے، اور یوں انسانی فضیلت اور روحانی بلندی کو اپنی ذات پر ختم کر دیتا ہے۔ یہ تصور نہ صرف تکبرِ فکری کی علامت ہے بلکہ امت کے صدیوں پر محیط دینی ورثے کی بھی صریح تردید ہے۔

جڑواں پیدائش اور نام رکھنا

مزید آگے جا کر مرزا قادیانی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ''توأم پیدا ہوا'' اور اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام ''جنت'' بتایا گیا۔ یہاں قصہ گوئی ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے جہاں سنجیدہ قاری کے لیے اس کو محض ایک عجیب و غریب حکایت سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک طرف اس واقعے کو الہامی اشاروں اور روحانی مقامات سے جوڑا جا رہا ہے، اور دوسری طرف اسے اس انداز سے بیان کیا جا رہا ہے جو نہ وقار کے معیار پر پورا اترتا ہے اور نہ ہی کسی روحانی پیشوا کے شایانِ شان معلوم ہوتا ہے۔

ان تمام اقتباسات سے واضح طور پر یہ نکات سامنے آتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو غیر معمولی، فوق الفطرت اور اعتقادی امتیاز کا ذریعہ بناتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو آخری آدم، آخری کامل انسان اور انسانی روحانی ارتقاء کا اختتام قرار دیتا ہے۔ وہ فطری ولادت کو مسخ کر کے اسے ایک مخصوص نظریے کے حق میں دلیل بناتا ہے۔ یہ تمام امور مل کر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ بیانیہ نہ صرف علمی و اعتقادی لحاظ سے محلِ نظر ہے بلکہ

اسلوب، ذوق اور وقار کے اعتبار سے بھی شدید اعتراضات کو جنم دیتا ہے، اور یہی پہلو اس رسالے میں آگے چل کر تفصیل سے زیرِ بحث آتے رہیں گے۔

یاآدم اسکن انت وزوجک الجنّة

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی کہ جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو محض ایک ذاتی واقعہ نہیں بلکہ ایک غیر معمولی، ماورائی اور اعتقادی مفہوم کے ساتھ جوڑتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ''آخری آدم'' قرار دے کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ جیسے حضرت آدم علیہ السلام جوڑا پیدا ہوئے تھے ویسے ہی وہ بھی ''جوڑا پیدا ہوا''، اور اس دعوے کو ایک من گھڑت الہام ''یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّة'' کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔ اس طرح ایک قرآنی اسلوب کی نقل کو اپنی جسمانی پیدائش کے ساتھ جوڑ کر اسے الہامی اشارہ قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ اسلوب نہ قرآن کے مفہوم سے میل کھاتا ہے اور نہ ہی کسی مسلمہ تفسیری روایت سے۔

خاتم الاولاد کا خود ساختہ تصور

مرزا قادیانی یہاں ''خاتم الاولاد'' کی ایک نئی تعریف پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی ''کامل انسان'' پیدا نہیں ہوگا۔ یہ تصور نہ قرآن میں

موجود ہے، نہ حدیث میں، اور نہ امت کے کسی معتبر عالم نے اسے بیان کیا ہے۔ اس دعوے کے ذریعے وہ بالواسطہ طور پر یہ تاثر دیتا ہے کہ انسانی کمال کا دروازہ اس کی ذات پر آ کر بند ہو گیا، جو ختمِ نبوت کے مسلمہ عقیدے کے مقابل ایک متوازی اور خطرناک تصور کو جنم دیتا ہے۔

دوہری پیدائش اور فطرت سے تصادم

مزید آگے چل کر مرزا قادیانی کھلے الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ وہ ''توأم'' پیدا ہوا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام ''جنت'' تھا۔ پھر اسی دعوے کو مضبوط کرنے کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ الہام میں لفظ ''جنت'' دراصل اسی لڑکی کی طرف لطیف اشارہ تھا۔ اس طرح ایک مبہم اور غیر ثابت شدہ دعوے کو کھینچ تان کر الہام کے مفہوم میں شامل کر دیا گیا۔ یہاں نہ صرف زبان و بیان کا غیر سنجیدہ استعمال سامنے آتا ہے بلکہ فطری پیدائش کے معاملے میں بھی ایسی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں جو نہ کسی مستند گواہی سے ثابت ہیں اور نہ ہی وقارِ بیان کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔

الہام کی خود ساختہ تاویل

یہاں خاص طور پر قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ ایک پرانا مبینہ الہام، جو پہلے کسی اور مفہوم میں پیش کیا گیا تھا، اب برسوں بعد اپنی جسمانی پیدائش کے ایک جزوی واقعے پر چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ الہام کے الفاظ کو اس حد تک کھینچنا کہ ایک لڑکی کے نام، اس کی مدتِ حیات اور اس کی وفات تک کو اس میں شامل کر لیا جائے، اس بات کی دلیل ہے کہ الہام کو معنی دینے کا اختیار مکمل طور پر اپنی خواہش کے تابع رکھا گیا ہے، نہ کہ کسی اصولی یا دینی قاعدے کے تحت۔

ان تمام اقتباسات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے

واقعے کو ایک غیر معمولی تقدس دینے کے لیے آدم علیہ السلام سے تشبیہ، جوڑا پیدا ہونے کا دعویٰ، خاتم الاولاد کا تصور اور مبینہ الہامات کو باہم گوندھتا ہے۔ یہ مجموعہ محض ایک ذاتی قصہ نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا اعتقادی بیانیہ بن جاتا ہے جو اسلامی عقائد، فطری اصولوں اور دینی وقار، تینوں سے ٹکراتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قصے کو محض تاریخی حکایت نہیں بلکہ ایک سنجیدہ اعتقادی انحراف کے طور پر پرکھنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

آدمِ آخر اور جوڑا پیدا ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں اُن کے لئے خاتم الاولاد تھا

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی اپنے آپ کو ”آخری آدم“ قرار دے کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے جوڑا پیدا کیا گیا، اور اس جوڑے کے ثبوت کے طور پر ایک الہام ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ“ کو پیش کرتا ہے۔ یہاں تشبیہ محض تمثیل نہیں رہتی بلکہ دعویٰ اس حد تک بڑھا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی جسمانی پیدائش کو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ مماثل قرار دیتا ہے، حالانکہ اسلامی عقیدے میں آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنی نوعیت میں منفرد اور غیر قابل تکرار ہے۔ اس طرح ایک خاص تاریخی و الہامی واقعے کو اپنی ذات پر منطبق کرنا اعتقادی غلو کی واضح مثال بن جاتا ہے۔

مہدی کامل اور خاتمِ ولایتِ عامہ کا خود ساختہ ربط

مرزا قادیانی اپنے اس بیان کو مزید وزن دینے کے لیے بعض ’’گذشتہ اکابر‘‘ کی طرف الہامی پیشگوئی منسوب کرتا ہے کہ ’’انتہائی آدم‘‘ مہدی کامل اور خاتمِ ولایتِ عامہ ہوگا۔ اس اسلوب میں نہ ان اکابر کے نام واضح کیے جاتے ہیں اور نہ ہی کسی مستند روایت یا متواتر فہم کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ یوں ایک غیر معین دعوے کو اپنی ذات کے حق میں دلیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے، جو علمی معیار پر پورا نہیں اترتا۔

خاتمُ الاولاد کا نیا مفہوم

اگلے اقتباس میں ’’خاتم الاولاد‘‘ کی ایسی تعریف پیش کی گئی ہے جس کے مطابق اس کی موت کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی ’’کامل انسان‘‘ پیدا نہ ہوگا۔ یہاں لفظ ’’کامل انسان‘‘ خود ایک مبہم اور خود ساختہ اصطلاح ہے، جسے انسانی ولادت کے تسلسل پر حَکم بنانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اس تصور کا نہ قرآن و سنت میں کوئی اصل ہے اور نہ ہی امت کے مسلمہ فہم میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے۔

جنت نامی لڑکی اور ولادت کی غیر معمولی تفصیل

مرزا قادیانی بار بار یہ بیان کرتا ہے کہ وہ جڑواں پیدا ہوا تھا، اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام ’’جنت‘‘ تھا، جو پہلے پیدا ہوئی، سات ماہ زندہ رہی اور پھر فوت ہوگئی۔ اس واقعے کو وہ اپنے الہام کی تفسیر اور اپنی خصوصی حیثیت کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہاں ایک خالصتاً طبی اور طبعی واقعے کو غیر معمولی روحانی مفہوم پہنا کر اپنی ذات کے گرد تقدس کا ہالہ کھڑا کیا جا رہا ہے۔

الہام کی من مانی تطبیق

’’یا آدم اسکن انت و زوجک الجنّۃ‘‘ میں لفظ ’’جنت‘‘ کو ایک حقیقی لڑکی کے نام پر محمول

کرنا، اور پھر یہ کہنا کہ اس میں ایک ''لطیف اشارہ'' تھا، دراصل الہام کی من مانی تعبیر کی مثال ہے۔ اس طریقے میں متن پہلے سے طے شدہ دعوے کے تابع بنا دیا جاتا ہے، نہ کہ دعویٰ متن کے تابع ہو۔ یہی طرزِ عمل آگے چل کر متعدد اعتقادی انحرافات کی بنیاد بنتا ہے۔

والدین کے لیے آخری اولاد ہونے کا خصوصی دعویٰ

آخر میں یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے والدین کے لیے آخری اولاد تھا اور اس کے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ اس طبعی حقیقت کو بھی ''خاتم'' ہونے کے تصور کے ساتھ جوڑ کر ایک غیر ضروری اور غیر ثابت شدہ روحانی نتیجہ اخذ کیا گیا ہے، حالانکہ محض آخری اولاد ہونا کسی دینی یا روحانی فضیلت کی دلیل نہیں بنتا۔

ان تمام اقتباسات سے مجموعی طور پر یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے واقعات کو غیر معمولی، علامتی اور الہامی رنگ دے کر اپنی ذات کو ایک نئے ''آدم''، ''مہدی کامل'' اور ''خاتم'' کے قالب میں پیش کرتا ہے۔ یہ اسلوب نہ صرف اسلامی عقائد کے مسلمہ اصولوں سے متصادم ہے بلکہ خود اس کے دعووں میں غلو، ابہام اور من مانی تاویلات کی واضح جھلک بھی دکھاتا ہے، جو اس پورے بیانیے کو علمی کے بجائے دعوائی اور خود ساختہ بنا دیتی ہے۔

خود کو ''آخری آدم'' اور جوڑا پیدا ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> سو یہی واقعہ بروز اتم کے مقام میں آخری آدم کو پیش آیا کہ اس کے
> ساتھ بھی ایک لڑکی پیدا کی گئی اور اُسی آخری آدم کا نام عیسیٰ بھی رکھا گیا
>
> (روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 480)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی اپنے آپ کو ''آخری آدم'' قرار دے کر یہ دعویٰ کرتا ہے

کہ اسے جوڑا پیدا کیا گیا، اور اس دعوے کے ثبوت میں ایک الہام "یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ" کو بنیاد بناتا ہے۔ یہاں تشبیہ محض تمثیل نہیں رہتی بلکہ ایک دعویٰ بن جاتی ہے کہ جیسے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی تخلیق منفرد تھی، ویسے ہی اس کے ساتھ بھی ایک مؤنث کو جوڑا بنا کر پیدا کیا گیا۔ اس اسلوب میں وہ اپنے وجود کو انسانی تاریخ کے ایک آخری اور منفرد مرحلے سے جوڑتا ہے۔

خاتم الاولاد کا غیر معمولی مفہوم

مرزا قادیانی ''خاتم الاولاد'' کی ایسی تعریف پیش کرتا ہے جو عام فہم اور معروف استعمال سے ہٹ کر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی ''کامل انسان'' پیدا نہیں ہوگا۔ اس تعبیر میں وہ نہ صرف اپنی پیدائش کو ایک آخری حیاتیاتی مثال بناتا ہے بلکہ آئندہ انسانیت کے کمال کو بھی اپنے وجود پر ختم کر دیتا ہے، جو خود ساختہ معنویت کا واضح اظہار ہے۔

جڑواں پیدائش اور لڑکی "جنت" کا بیانیہ

مزید آگے چل کر وہ صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ وہ توأم پیدا ہوا، اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام ''جنت'' تھا، جو پہلے پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد فوت ہوگئی۔ اسی واقعے کو وہ اپنے سابقہ الہام کے لفظ ''جنت'' کے ساتھ جوڑ کر ایک ''لطیف اشارہ'' قرار دیتا ہے۔ اس طرح ایک ذاتی اور جسمانی واقعے کو الہامی معنی پہنا کر اسے ماورائی اہمیت دے دی جاتی ہے۔

الہام کی تاویل اور ناموں کی تطبیق

یہاں قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ ایک قرآنی اسلوب کے حامل الہام کو، جسے عام طور پر روحانی یا معنوی مفہوم میں لیا جاتا ہے، ایک مخصوص لڑکی کے نام اور ایک نجی ولادت کے

واقعے پر منطبق کیا گیا ہے۔ اس طرزِ تاویل میں نہ کوئی اصولی قاعدہ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی وحی والہام کے معروف ضوابط، بلکہ ایک بعداز واقعہ تعبیر کے ذریعے معنی اخذ کیے گئے ہیں۔

اپنی ولادت کو عالمی مثال بنانا

مرزا قادیانی اسی واقعے کو ''بروز اتم'' کے مقام پر ''آخری آدم'' کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ قرار دیتا ہے، اور یہ بھی کہتا ہے کہ اسی آخری آدم کا نام ''عیسیٰ'' رکھا گیا۔ اس جملے میں وہ اپنی ذاتی پیدائش کو ایک کائناتی اور تمثیلی مقام پر فائز کر کے، اسے سابقہ انبیائی تاریخ کے تسلسل کا آخری حلقہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ان تمام اقتباسات کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے قصے کو محض ایک حیاتیاتی واقعہ کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ اسے الہام، تشبیہِ آدم، خاتمیتِ نوعِ انسان، اور خصوصی ناموں کے ساتھ جوڑ کر ایک غیر معمولی اور ماورائی دعوے کی شکل دیتا ہے۔ یہی اس پورے بیانیے کا بنیادی نکتہ ہے، جہاں ذاتی واقعات کو عقیدے کی سطح تک اٹھا دیا جاتا ہے اور عام انسانی ولادت کو ایک منفرد مذہبی دعوے کی بنیاد بنا دیا جاتا ہے۔

آدمِ آخر اور جوڑا پیدا ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۵ میں میری نسبت ایک یہ خدا کا کلام اور الہام ہے کہ خلق آدم فا کرمہ یعنی خدا نے آخری آدم کو پیدا کر کے پہلے آدموں پر ایک وجہ کی اس کو فضیلت بخشی۔
>
> (روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 480)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی اپنے آپ کو ''آخری آدم'' قرار دے کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ جوڑا پیدا ہوا، بالکل اسی طرح جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں تصور کیا جاتا

ہے۔اس دعوے کے ساتھ وہ ایک الہام کو بنیاد بناتا ہے اور اسے اپنی جسمانی پیدائش پر منطبق کرتا ہے۔ یہاں تشبیہ محض مثال تک محدود نہیں رہتی بلکہ ایک حقیقی مماثلت کے دعوے میں بدل جاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنی پیدائش کو عام انسانی دائرے سے نکال کر ایک استثنائی اور ماورائی حیثیت دے دیتا ہے۔

خاتم الاولاد کا تصور اور انسانی تسلسل کی نفی

مرزا قادیانی یہ بھی لکھتا ہے کہ وہ ''خاتم الاولاد'' ہے، یعنی اس کی موت کے بعد کسی عورت کے پیٹ سے کوئی ''کامل انسان'' پیدا نہیں ہوگا۔اس تصور میں محض ذاتی خاندان یا نسب کی بات نہیں بلکہ ایک عمومی اصول قائم کیا جا رہا ہے، جس سے انسانی کمال اور روحانی فضیلت کا دروازہ عملاً بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ دعویٰ اپنی نوعیت میں ختمِ انسانیتِ کاملہ کا اعلان محسوس ہوتا ہے، جو اسلامی فکر کے مسلمہ تصورِ ہدایت و اصلاح سے ہم آہنگ نہیں۔

جڑواں لڑکی اور نام ''جنت'' کی تاویل

مزید آگے چل کر مرزا قادیانی تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ وہ جڑواں پیدا ہوا، اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام ''جنت'' بتایا جاتا ہے، جو چند ماہ بعد فوت ہوگئی۔ پھر وہ اسی واقعے کو اپنے الہام کے الفاظ سے جوڑ کر یہ تاویل پیش کرتا ہے کہ ''جنت'' کا لفظ دراصل اسی لڑکی کی طرف لطیف اشارہ تھا۔ یہاں ایک ذاتی اور جسمانی واقعے کو الہامی مفہوم پہنا کر اسے غیر معمولی روحانی معنی دیے جا رہے ہیں، جو متن کو ایک افسانوی رنگ میں لے آتا ہے۔

آخری آدم کا نام ''عیسیٰ'' رکھنا

ان اقتباسات میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ وہ اسی ''آخری آدم'' کا نام ''عیسیٰ'' قرار دیتا ہے۔اس نام گذاری کے ذریعے ایک ہی شخصیت میں آدمِ آخر، مہدیِ کامل اور عیسیٰ کے تصورات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ جمعِ متضادات ایک ایسی فکری ساخت بناتی ہے جس میں

مختلف انبیائی مقامات کو ایک شخص کے ساتھ خاص کر دیا جاتا ہے، اور یہی پہلو بعد کے دعووں کی بنیاد بنتا ہے۔

فضیلت اور برتری کا خود ساختہ اعلان

آخر میں مرزا قادیانی ایک اور الہام نقل کر کے یہ تاثر دیتا ہے کہ خدا نے ''آخری آدم'' کو پیدا کر کے پہلے تمام آدموں پر فضیلت دی۔ اس بیان میں برتری کا دعویٰ نہ صرف عمومی انسانوں بلکہ سابقہ انبیاء اور صالحین تک پر محیط محسوس ہوتا ہے۔ یوں یہ اقتباسات مجموعی طور پر ایک ایسی خود مرکزی فکر کو ظاہر کرتے ہیں جس میں ذاتی پیدائش، الہام، نام اور منصب سب کو ایک غیر معمولی عظمت کے قالب میں ڈھال دیا گیا ہے۔

ان تمام اقتباسات سے یہ مخصوص نکات سامنے آتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو ایک منفرد، جوڑا اور الہامی واقعہ قرار دیتا ہے، خود کو آخری آدم اور خاتم الاولاد کہتا ہے، جڑواں لڑکی کے واقعے کو الہام سے جوڑ کر تاویلات گھڑتا ہے، اور آخر کار اپنی ذات کو سابقہ انسانوں پر فضیلت یافتہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی نکات آگے چل کر اس پورے قصے کے اعتقادی اور فکری مضمرات کو سمجھنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی اکمل واتم انسان

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> اس الہام اور کلام الٰہی کے یہی معنے ہیں کہ گو آدم صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہلِ علم اور معرفت اس

فضیلت کے قائل ہیں اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا اور نہ میں اکیلا اس کا قائل ہوں۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 481)

مرزا قادیانی اس اقتباس میں بیان کرتا ہے کہ:

اخذ شدہ نکات

1. خود کو آخری اور اکمل قرار دینا: مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری بروز آدم کے طور پر پیش کرتا ہے، یعنی ایک ایسا انسان جو تمام سابقہ بروزات میں سب سے مکمل اور مکمل روحانی حیثیت رکھتا ہے۔

2. جزئی فضیلت کی دلیل: اس بیان میں وہ اپنے مقام کو جزوی فضیلت کے طور پر پیش کرتا ہے، لیکن اس جزئی فضیلت کو غیر نبی اور نبی کے درمیان ممکن قرار دیتا ہے۔ یہ دعویٰ خود کو نبیوں کے قریب یا موازنہ کرنے کے مترادف ہے، جو اسلامی عقیدہ میں قابل اعتراض ہے۔

3. اعتراض کا پیشگی انکار: مرزا قادیانی نے پیشگی وضاحت کر دی کہ یہ فضیلت اپنے نفس پر مبنی نہیں بلکہ تمام اہلِ علم اس قسم کی جزئی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں، تاکہ بعد میں کسی اعتراض کو رد کیا جا سکے۔

4. روحانی تکبر اور خود ساختہ مقام: اس اقتباس سے مرزا قادیانی کی فکری روش اور خود کو اکمل روحانی انسان کے طور پر پیش کرنے کا رجحان واضح ہوتا ہے، جو اس کی شخصیت اور دعوے کی بنیاد بنتا ہے۔

مرزا قادیانی کا مسئلہ بروز

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

ہاں جن لوگوں نے بروز کے مسئلہ کو اپنی جہالت سے نظر انداز کر دیا ہے اور خدا کی اس سنت کو جو اُس کی تمام مخلوق میں جاری و ساری ہے بھول گئے ہیں وہ لوگ ایک سطحی خیال کو ہاتھ میں لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی رُوح حدیث معراج کی شہادت سے گذشتہ روحوں میں داخل ثابت ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ آسمان سے اُتارتے اور دُنیا میں لاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس خیال سے مسئلہ بروز کا انکار لازم آتا ہے اور وہ انکار ایسا خطرناک ہے کہ اس سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ تمام ربّانی کتابیں مسئلہ بروز کی قائل ہیں خود حضرت مسیح نے بھی یہی تعلیم سکھلائی اور احادیث نبویہ میں بھی اِس کا بہت ذِکر ہے اس لئے اس کا انکار سخت جہالت ہے اور اس سے خطرہ سَلبِ ایمان ہے

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 481)

اس اقتباس سے چند اخذ شدہ نکات

1. مسئلہ بروز کی اہمیت: مرزا قادیانی مسئلہ بروز (روحانی سلسلے اور روحانی نمائندگی) کو اسلام کی بنیادی حقیقت قرار دیتا ہے اور اس کی عدم توجہی کو سخت خطرناک کہتا ہے۔

2. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی حیثیت: اس بیان میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی حرکات اور معراج کی شہادت کو بنیاد بنا کر اپنی فلسفیانہ وضاحت پیش کی ہے، جس کے ذریعے وہ بروز کے تصور کو مخصوص مذہبی حیثیت دینے کی کوشش کرتا ہے۔

3. اسلام اور ایمان کے لیے خطرہ: مرزا قادیانی کے نزدیک مسئلہ بروز کی نادیدہ اہمیت کو نظر انداز کرنا نہ صرف علمی غلطی ہے بلکہ یہ ایمان کی بقاء کے لیے بھی خطرناک ہے۔

4. دینی حوالہ جات کی توثیق: وہ اس دعوے کی تائید میں کہتا ہے کہ تمام ربانی کتابیں اور احادیث نبویہ اس مسئلہ کے حق میں ہیں، تاکہ اس کی تشریح کو شرعی اور تاریخی حیثیت دی جا سکے۔

5. علمی اور اعتقادی خود ساختگی: اس بیان سے مرزا قادیانی کی یہ کوشش واضح ہوتی ہے کہ وہ اپنی پیدائش اور روحانی مقام کو مسئلہ بروز کے فلسفے کے ساتھ جوڑ کر ایک خاص علمی و اعتقادی حیثیت پیدا کرے۔

پیدائش مرزا کا تفصیلی ذکر

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> غرض یہ پیشگوئی ایک دور دراز زمانہ سے چلی آتی ہے کہ آخری کامل انسان آدم کے قدم پر ہوگا تا دائرہ حقیقت آدمیہ پورا ہو جائے۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں فصّ شیث میں لکھا ہے اور دراصل یہ پیشگوئی فصّ آدم میں رکھنے کے لائق تھی مگر انہوں نے شیث کو الولد سرّ لابیہ کا مصداق سمجھ کر اسی کیفصّ میں اس کو لکھ دیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے ”وعلٰی قدم شیث یکون آخر مولود یولد من ھذا النّوع الانسانی وھو حامل اسرارہٖ۔ ولیس بعدہ ولد فی ھٰذا النّوع فھو خاتم الاولاد۔ وتولد معہٗ اختٌ لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون رأسہٗ عند رجلیھا۔ ویکون مولدہ بالصّین ولغتہ لغت بلدہ۔ ویسری العُقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ۔ ویدعوھم الی اللّٰہ فلا یجاب“ یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد

اس کا چین ہوگا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے جو شیث کو دیئے گئے تھے اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اُس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اُس سے پہلے نکلے گی اور وہ اُس کے بعد نکلے گا۔ اُس کا سر اُس دُختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دُختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اُس کے پیروں کے بعد بلاتوقف اُس پسر کا سر نکلے گا (جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔)

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482،483)

مرزا قادیانی آگے بیان کرتا ہے کہ ایک پیشگوئی ایک دور دراز زمانہ سے جاری ہے کہ آخری کامل انسان آدم کے قدم پر ہوگا تا کہ دائرہ حقیقت آدمیہ پورا ہو جائے۔ مرزا دعویٰ کرتا ہے کہ اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے فصوص الحکم میں فصّ شیث میں لکھا، حالانکہ مرزا کے مطابق یہ پیشگوئی اصل میں فصّ آدم میں رکھنے کے لائق تھی۔ مرزا مزید بیان کرتا ہے کہ ابن عربی نے شیث کو الولد سرّ لابیہ کا مصداق سمجھ کر اسے اسی کی فصّ میں درج کیا۔

مرزا قادیانی نے شیخ کی طرف منسوب عبارت نقل کی:

''وَعَلٰی قَدَم شِیث یَکُون آخِر مَوْلُود یُولَد مِن هٰذَا النَّوْعِ الانسَانِي وَهُوَ حَامِل أَسْرَارِہ۔ وَلَیْسَ بَعْدَہُ وَلَد فِي هٰذَا النَّوع فَهُوَ

خَاتَم الاَوْلَاد۔ وَتُولَدُ مَعَهُ أُخْتٌ لَهُ فَتَخْرُجُ قَبْلَهُ وَيَخْرُج بَعْدَهَا يَكُون رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلِهَا۔ وَيَكُون مَوْلِدُهُ بِالصِّين وَلُغَتُهُ لُغَةُ بَلَدِه۔ وَيَسْرِي الْعُقْمُ فِي الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَيَكْثُرُ النِّكَاح مِن غَيْرِ وِلادَةٍ۔ وَيَدْعُوهُم إِلَى اللهِ فَلَا يُجَاب''

مرزا قادیانی اس عبارت کی وضاحت کرتا ہے:

1. آخری کامل انسان ایک لڑکا ہوگا جس کا اصل مولد چین میں ہوگا۔

2. وہ قوم مغل وترک میں سے ہوگا، عجم میں سے ہوگا، عرب نہیں۔

3. اسے وہ علوم اور اسرار دیے جائیں گے جو شیث کو دیے گئے تھے۔

4. اس کے بعد کوئی اور ولد نہیں ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا، یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی اور کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔

5. اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔

6 لڑکی اور لڑکے کی پیدائش کا طریقہ غیر معمولی ہوگا، لڑکی پہلے سر سے اور پھر پیر سے، اور اس کے بعد لڑکے کا سر نکلے گا، جیسا کہ مرزا خود اپنی پیدائش کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

اخذ شدہ نکات

1. خود کو خاتم الاولاد قرار دینا: مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو شیخ ابن عربی کی پیشگوئی کے ساتھ جوڑ کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ آخری کامل انسان اور خاتم الاولاد ہیں۔

2. غیر فطری اور فحش پیدائش کی تفصیل: پیدائش کے طریقے میں لڑکی اور لڑکے کے سر اور پیر کی ترتیب، جو مرزا کے مطابق غیر معمولی ہے، اس کی پیدائش کی غیر فطری اور فحش تفصیل کو واضح کرتی ہے۔

3. روحانی فلسفہ: مرزا اپنی پیدائش کو ایک عالمی اور تاریخی فلسفہ کے دائرے میں رکھتا ہے، جس سے وہ اپنی شخصیت کو عالمی اہمیت اور روحانی مقام دینے کی کوشش کرتا ہے۔

4. جھوٹے حوالے کا استعمال: مرزا قادیانی اس پیشگوئی کو شیخ ابن عربی کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ تاریخی اور تحقیقی اعتبار سے یہ حوالہ جھوٹا یا مخدوش ہے۔

5. دینی و اعتقادی اثر: اس بیان کے ذریعے مرزا اپنی پیدائش کو نبیوں، اولیاء، اور سابقہ کامل انسانوں کے فلسفہ کے ساتھ جوڑ کر خود کو ایک ممتاز روحانی مقام دلانے کی کوشش کرتا ہے، جو اسلامی عقائد کے فہم سے متصادم ہے۔

شیخ کی طرف منسوب عجیب و غریب عقیدہ منسوب

مرزا قادیانی آگے لکھتا ہے:

> پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اوّل اور آخر میں ہوتی ہے وہ نوع انسان میں متحقق کرے اس لئے اُس نے ابتدا سے مقدر کر رکھا تھا کہ طرز ولادت پسر آخری پسر اوّل سے مشابہت رکھے پس پسر آخر جو خاتم الخلفاء تھا اور بموجب اس پیشگوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقاء مغرب میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں سے پیدا ہونے والا تھا نہ عرب سے اور وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل تھا۔ اور پیشگوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اُس کے بعد یعنی اُس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علّت عقم سرایت کرے گی یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام پس اُن پر قیامت قائم ہو گی۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 483)

اخذ شدہ نکات

1. خود کو خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء قرار دینا: مرزا قادیانی اپنی پیدائش اور مقام کو پیشگوئی کے ساتھ جوڑ کر خود کو نوع انسان میں آخری اور اکمل روحانی فرد قرار دیتا ہے۔

2. غیر فطری فلسفہ ولادت: مرزا پیدائش کے طریقے کو پہلے اور آخر کی مشابہت سے جوڑ کر روحانی و تاریخی اہمیت دینے کی کوشش کرتا ہے، جو انسانی اور اسلامی فہم کے دائرے سے باہر ہے۔

3. پیشگوئی کا مبالغہ آمیز تاثر: پیشگوئی کے مطابق مرنے کے بعد انسانیت میں عقم سرایت کرے گی، اور حلال و حرام کا شعور ضائع ہو جائے گا۔ یہ بیان نہ صرف دنیاوی حقیقت کے منافی ہے بلکہ قادیانی فلسفہ کی بنیاد میں فکری غلو کی عکاسی کرتا ہے۔

4. شیث کے علوم کا حوالہ: مرزا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل ہوگا، تاکہ اپنی پیدائش اور مقام کو نبیوں اور کامل انسانوں کے فلسفہ کے ساتھ جوڑ سکے۔

5. غیر مسلمانہ اور فکری خود ساختگی: مرزا قادیانی کی یہ تفصیل اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنی پیدائش، مقام اور اثرات کو اسلام یا انسانی تاریخ سے الگ ایک غیر معمولی اور خود ساختہ روحانی فلسفہ کے دائرے میں پیش کرتے ہیں۔

مائی لاڈو مرزا قادیانی کی دائی

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب کی دائی کا نام لاڈو تھا اور وہ ہاکو ناکو بروالوں کی ماں تھی۔ جب میں نے اسے دیکھا تھا تو وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ مرزا سلطان احمد بلکہ عزیز احمد کو بھی اسی نے جنایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس سے اپنی

پیدائش کے متعلق کچھ شہادت بھی لی تھی ۔ اپنے فن میں وہ اچھی ہو شیار عورت تھی ۔ چنانچہ ایک دفعہ یہاں کسی عورت کے بچہ پھنس گیا اور پیدا نہ ہوتا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ لاڈو کو بلا کر دکھاؤ ۔ ہو شیار ہے چنانچہ اسے بلایا گیا تو اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہو گیا ۔ مگر والدہ صاحبہ کہتی تھیں کہ تم میں سے کسی کی پیدائش کے وقت اسے نہیں بلایا گیا ۔ کیونکہ بعض وجوہات سے اس پر کچھ شبہ پیدا ہوگیا تھا ۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ عزیز احمد کی پیدائش کے وقت جب لاڈو آئی تو ان دنوں میں اسے خارش کی مرض تھی ۔ چنانچہ اس سے عزیز احمد کو خارش ہوگئی اور پھر آہستہ آہستہ تمہارے تایا کے گھر میں اکثر لوگوں کو خارش ہوگئی اور آخر ادھر سے ہمارے گھر میں بھی خارش کا اثر پہنچا ۔ چنانچہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں خارش کی تکلیف ہوگئی تھی ۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 237، روایت نمبر 262)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی کی پیدائش اور ابتدائی حالات کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، جو اس کے بیٹے کے ذریعے ''سیرت المہدی'' میں درج ہیں ۔

دائی لاڈو کا کردار اور اہمیت

مرزا بشیر ابن مرزا قادیانی کی والدہ نے بتایا کہ مرزا قادیانی کی دائی کا نام لاڈو تھا اور وہ ہا کو نا کو بروالوں کی ماں بھی تھی ۔ یہ بیان واضح کرتا ہے کہ دائی لاڈو خاندان میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی تھی اور متعدد بچوں کی پیدائش میں اس کا کردار نمایاں رہا، جس میں مرزا سلطان احمد اور عزیز احمد بھی شامل ہیں ۔ دائی کے فن اور مہارت کو اس طرح پیش کیا گیا کہ وہ نہ صرف بچوں کی پیدائش میں تجربہ کار تھی بلکہ اپنی شیار فطرت کے سبب غیر معمولی حالات میں

بھی مؤثر ثابت ہوتی تھی۔

پیدائش کے واقعات اور غیر معمولی پہلو

ایک موقع پر جب کسی عورت کا بچہ پھنس گیا اور پیدا نہیں ہو رہا تھا، تو مرزا قادیانی نے ہدایت کی کہ دائی لاڈو کو بلا کر دکھاؤ۔ دائی کے آنے کے بعد اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہوا۔ اس واقعے سے دو نکات واضح ہوتے ہیں:

1. دائی کی مہارت اور ہوشیار فطرت کو معجزاتی یا غیر معمولی حیثیت دینے کی کوشش۔

2. پیدائش کے حالات کو عام انسانی عمل سے الگ اور خاص بنانا، تاکہ دائی کے کردار کو ایک روحانی یا فوق الفطرت مقام دیا جا سکے۔

والدہ کا بیان اور شکوک

والدہ صاحبہ نے یہ بھی واضح کیا کہ مرزا قادیانی کی پیدائش کے وقت دائی کو بلایا نہیں گیا، کیونکہ کچھ وجوہات سے اس پر شک پیدا ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دائی کی شمولیت لازمی نہیں تھی، اور پیدائش کے دوران اس کی موجودگی کے بغیر بھی عمل مکمل ہوا۔

عزیز احمد کی پیدائش اور خارش کی تفصیل

والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ عزیز احمد کی پیدائش کے وقت دائی لاڈو کو خارش کی بیماری تھی، جس سے عزیز احمد اور پھر آہستہ آہستہ تایا کے گھر میں دیگر لوگوں کو بھی خارش منتقل ہوئی۔ آخرکار یہ اثر مرزا قادیانی تک پہنچا، اور وہ بھی خارش کی تکلیف سے گزرا۔ یہ تفصیل پیدائش کے عمل کو ایک غیر معمولی اور جسمانی بیماریوں کے اثر کے ساتھ جوڑتی ہے، جو تاریخی اور طبی اعتبار سے غیر معقول اور غیر معمولی محسوس ہوتی ہے۔

1. یہ بیان دائی لاڈو کی اہمیت اور خاندان میں اس کے کردار کو واضح کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ غیر معمولی اور غیر فطری پہلو بھی شامل کیے گئے ہیں۔

2. پیدائش کے حالات کو معمولی انسانی فعل سے الگ، اور بعض اوقات بیماری یا معجزاتی اثرات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، تاکہ مرزا قادیانی کی شخصیت اور ابتدائی زندگی کو ایک خاص اور ممتاز مقام دیا جاسکے۔

3. دائی کی موجودگی اور اس کے اثرات کے حوالے سے بیان شدہ واقعات، قاری کو غیر معمولی اور گمان زدہ روحانی یا جسمانی تعلقات کی طرف متوجہ کرتے ہیں، جو سیرت کی روایت میں مبالغہ آمیز اور غیر سائنسی نوعیت کے ہیں۔

یہ اقتباس مجموعی طور پر مرزا قادیانی کی پیدائش، دائی کے کردار، اور ابتدائی بیماریوں کے اثرات کو اجاگر کرتا ہے، اور ساتھ ہی ان کی شخصیت کو خاص تاریخی و روحانی دائرے میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

توام ولادت اور دائی کی شہادت

> مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دائی کو بلا کر اس سے شہادت لی تھی کہ آپ کی ولادت توام ہوئی تھی اور یہ کہ جولڑکی آپ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ پہلے پیدا ہوئی تھی اور اس کے بعد آپ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس کے تحریری بیان پر اس کے انگوٹھے کا نشان بھی ثبت کروایا تھا اور بعض دوسری بوڑھی عورتوں کی شہادت بھی درج کروائی تھی۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔
>
> (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 336، روایت نمبر 364)

مولوی شیر علی صاحب کے بیان کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دائی

کو بلا کر شہادت لی کہ آپ کی ولادت توام ہوئی تھی۔ اس میں واضح کیا گیا کہ جولڑکی آپ کے ساتھ پیدا ہوئی، وہ پہلے پیدا ہوئی اور اس کے بعد مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔ یہ بیان ان کے پیدائشی حالات کو غیر معمولی اور مخصوص طریقے سے پیش کرتا ہے، تاکہ مرزا کی ولادت کو ایک منفرد اور اہم واقعہ ظاہر کیا جا سکے۔

تحریری شہادت اور انگوٹھے کا نشان

مرزا قادیانی نے دائی کے تحریری بیان پر انگوٹھے کا نشان بھی ثبت کروایا، اور بعض دیگر بوڑھی عورتوں کی شہادتیں بھی درج کروائیں۔ اس اقدام سے پیدائش کے واقعات کو قانونی یا رسمی حیثیت دینے کی کوشش کی گئی، تاکہ بعد میں کسی قسم کے اعتراضات کا امکان کم ہو۔

پیدائش کی مخصوص تاریخ

خاکسار (مصنف سیرت) نے مزید ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا کہ مرزا کی ولادت جمعہ کے دن، چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔ اس سے مرزا کی ولادت کو ایک مخصوص روحانی اور نجومی اہمیت دی گئی ہے، جو اس کے روحانی مقام کو اجاگر کرنے کے لیے استعمال کی گئی۔

1. توام ولادت کا غیر فطری پہلو: مرزا کے ساتھ ایک لڑکی کی پیدائش اور اس ترتیب کو غیر معمولی بتایا گیا ہے، جس سے پیدائش کا عمل انسانی فہم سے غیر فطری اور مبالغہ آمیز محسوس ہوتا ہے۔

2. دائی کی شہادت اور تصدیق: دائی اور دیگر بوڑھی عورتوں کی شہادت کو دستاویزی شکل دینا، پیدائش کے معاملے کو قابل اعتماد یا قانونی تاثر دینے کی کوشش ہے۔

3. روحانی اور نجومی اہمیت: ولادت کی تاریخ اور دن کو مخصوص کر کے اسے روحانی اور

نجومی پہلو سے ممتاز بنایا گیا، تا کہ مرزا کی شخصیت اور مقام کو ایک خصوصی دائرے میں پیش کیا جا سکے۔

4. تاریخی و اعتقادی اثر: یہ اقتباس مرزا کی پیدائش کو ایک روحانی، غیر معمولی اور خاص تاریخی واقعہ کے طور پر پیش کرتا ہے، جس سے بعد کی زندگی اور دعووں کے لیے بنیاد تیار ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کی دائی کی وفات اور تعلق

اہلیہ محترمہ قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائی فوت ہوئی تھیں تو حضورؑ نے افسوس کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ”آج ہماری دائی صاحبہ فوت ہوگئی ہیں۔“

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ 262، روایت نمبر 1474)

یہ اقتباس اور مجموعی طور پر ”سیرت المہدی“ کی پیدائش سے متعلق تمام مواد، مرزا قادیانی کی ابتدائی زندگی، دائی کے کردار اور پیدائشی واقعات پر تفصیلی روشنی ڈالتا ہے۔

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ دائی لاڈو، جو مرزا کی پیدائش اور ابتدائی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی رہی، مرزا کے نزدیک نہ صرف ایک خادم یا ملازمہ تھی بلکہ ایک روحانی اور گھریلو تعلق کی حیثیت رکھتی تھی۔ دائی کی وفات پر مرزا کے افسوس اور یاد کا اظہار یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا کردار ان کی زندگی اور پیدائش کی داستان میں نمایاں رہا۔

پیدائش کے مجموعی نکات اور کتاب کا نچوڑ

1. توام ولادت اور غیر معمولی پیدائش:

مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو توام اور غیر معمولی طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے

ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا، اور مرزا بعد میں پیدا ہوئے۔ یہ غیر فطری اور مخصوص ترتیب پیدائش کے عمل کو منفرد اور روحانی حیثیت دینے کے لیے پیش کی گئی۔

2. دائی لاڈو کا کردار:

دائی کو ایک ماہر، شیار اور روحانی حیثیت کی حامل قرار دیا گیا ہے۔ اس نے نہ صرف مرزا بلکہ دیگر بچوں کی ولادت میں بھی کردار ادا کیا۔ پیدائش کے واقعات میں دائی کی موجودگی یا اثرات کو غیر معمولی اور کبھی بیماری یا معجزاتی اثرات کے ساتھ جوڑا گیا۔

3. شہادت اور تحریری تصدیق:

مرزا قادیانی نے دائی اور دیگر بوڑھی عورتوں کی شہادتیں تحریری شکل میں درج کروائیں اور انگوٹھے کے نشان سے تصدیق کی۔ اس کے ساتھ ولادت کی مخصوص تاریخ اور دن (جمعہ، چودھویں تاریخ) کو بیان کر کے اسے روحانی و نجومی اہمیت دی گئی۔

4. روحانی فلسفہ اور خاتم الاولاد کا دعویٰ:

مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو شیخ ابن عربی کی پیشگوئی اور حضرت شیث کے علوم کے ساتھ جوڑ کر خود کو خاتم الاولاد، خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہ فلسفہ ان کی شخصیت اور دعووں کو تاریخی و روحانی اہمیت دینے کے لیے استعمال کیا گیا۔

5. غیر معمولی اثرات اور بیماریوں کا تذکرہ:

پیدائش کے دوران خارش اور دیگر بیماریوں کو بیان کر کے واقعات کو غیر معمولی اور مبالغہ آمیز بنایا گیا، تاکہ مرزا کی پیدائش اور ابتدائی زندگی کو خاص اور ممتاز دکھایا جا سکے۔

6. دائی کی وفات اور یاد:

دائی کی وفات پر مرزا کا افسوس اور اس کے اثرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دائی کا کردار ان کی زندگی میں نہایت اہم اور یادگار رہا، اور پیدائش کی داستان میں مرکزی حیثیت رکھتا

ہے۔

''سیرت المہدی'' میں مرزا قادیانی کی پیدائش کو ایک غیر معمولی، روحانی اور مخصوص فلسفیانہ زاویے سے پیش کیا گیا ہے۔ پیدائش کے واقعات، دائی کے کردار، توام ولادت، شہادتیں اور مخصوص تاریخ و نجومی اہمیت، سب مرزا کی شخصیت اور دعووں کو ممتاز کرنے کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔کتاب کے مجموعی طور پر یہ پیغام ملتا ہے کہ مرزا کی پیدائش نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی و تاریخی طور پر بھی ایک منفرد واقعہ ہے، اور دائی لاڈو کے کردار کو اس میں کلیدی حیثیت دی گئی ہے۔

اخلاقی اور دینی نقطہ نظر سے جائزہ

1. ذاتی اور نجی تفصیلات کا فحش انداز میں ذکر:

مرزا قادیانی کی پیدائش کے حوالے سے جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اس میں والدہ کی شرمگاہ سے نکلنے کے مراحل، لڑکی اور لڑکے کے غیر فطری ظہور، اور پیدائش کے دوران جسمانی تعلقات کا غیر معمولی تذکرہ شامل ہے۔کوئی بھی شریف، نیک اور مہذب انسان اپنی والدہ کی اتنی نجی اور جسمانی تفصیل عوامی سطح پر بیان نہیں کرے گا۔ یہ نہ صرف اخلاقی حدود کی خلاف ورزی ہے بلکہ ایک انسان کی نیک نامی کے لیے بھی قابل اعتراض ہے۔

2. نبی یا مہدی ہونے کا دعویٰ اور اخلاقی تضاد:

مرزا قادیانی اپنی پیدائش کو نبی، مہدی اور خاتم الاولاد کے دعوے کے ساتھ جوڑتا ہے، اور اس غیر فطری اور فحش تفصیل کو بھی عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ایک حقیقی نبی یا مہدی کبھی بھی اپنی ولادت کے نجی اور جسمانی پہلو کو اس طرح کھول کر بیان نہیں کرے گا، کیونکہ نبیوں کی سنت میں شرمگاہ، نجی اعضا اور پیدائش کی تفصیل کا ذکر کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہ اخلاقی اور شرعی حدود کے خلاف ہے۔

3.تاریخی اور فکری تناظر:

پیدائش کے ان واقعات کو شیخ ابن عربی کی پیشگوئی یا دیگر روحانی فلسفے کے ساتھ جوڑ کر پیش کرنا بھی محض فکری و عقلی جعلسازی ہے۔ایک شریف اور نیک انسان اپنی پیدائش کو سادہ، معقول اور باعزت انداز میں بیان کرتا ہے، نہ کہ جسمانی اور نجی اعضاء کی تفصیل سے۔

4.اخلاقی اور دینی نتیجہ:

یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ مرزا قادیانی نہ صرف ایک شریف انسان کی حیثیت سے نہیں تھے بلکہ ان کے اخلاقی رویے اور بیان کردہ واقعات ایک نبی یا مہدی کے مقام سے بھی متصادم ہیں۔حقیقت میں، نبیوں کی زندگی میں نجی اور جسمانی معاملات کا ذکر شرعی اور اخلاقی حدود میں رہ کر ہوتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی نے اس کو عوامی اور مبالغہ آمیز انداز میں پیش کیا۔

پیدائش کے یہ واقعات، چاہے وہ دائی کی شہادت، توام ولادت، یا غیر معمولی ظہور کے تذکرے ہوں، کسی شریف انسان، نبی یا مہدی کے لیے کبھی مناسب نہیں تھے۔ یہ نہ صرف اخلاقی حدود کی خلاف ورزی ہے بلکہ مرزا قادیانی کے دعوے کے نفاذ میں ایک سنگین تضاد اور غیر معقولیت بھی ظاہر کرتی ہے۔

لاڈو دائی مرزا قادیانی کی دادی؟

یہ بہت اہم نکتہ ہے اور پیدائش کے واقعات کی تحقیق میں اخلاقی اور تاریخی اعتبار سے خاص توجہ کا طالب ہے کہ:

سیرت المہدی (حصہ سوم، صفحہ 686) میں ذکر ہے کہ مرزا قادیانی کی سگی دادی کا نام ”مائی لاڈلی بیگم“ عرف ”مائی لاڈو، اہلیہ مرزا عطا محمد“ تھا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت کے طور پر قادیانی کتب میں درج ہے

دائی لاڈو کی پہچان

پیدائش کے واقعات میں جس دائی کا ذکر آتا ہے، اس کا نام بھی لاڈو ہے، اور اسے مرزا کی پیدائش، توام ولادت، اور ابتدائی نشوونما میں ایک مرکزی کردار دیا گیا ہے۔ لیکن یہ واضح نہیں کہ یہ دائی سگی دادی مائی لاڈلی بیگم ہی تھی یا کوئی اور عورت جسے خاندان میں ملازمہ یا دائی کے طور پر رکھا گیا تھا۔

تضاد اور مبہم صورتحال

قادیانی کتب میں اس معاملے کو واضح طور پر حل نہیں کیا گیا۔ پیدائش کے واقعات میں دائی لاڈو کے کردار اور سیرت المہدی میں مائی لاڈلی بیگم کے ذکر کے درمیان تضاد موجود ہے۔ اس مبہمیت کی وجہ سے قادیانیوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا دائی اور دادی ایک ہی شخصیت تھیں یا دو مختلف خواتین۔

یہ معاملہ واضح طور پر تاریخی تحقیق کا موضوع ہے، اور چونکہ قادیانی کتب میں اسے صیغہ راز میں رکھا گیا ہے، فیصلہ اور رائے قادیانی امت پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش کے واقعات میں بہت سی تفصیلات مبہم، مبالغہ آمیز یا غیر مستند ہیں، اور ان کا اخلاقی و تاریخی اعتبار بھی زیر سوال ہے۔

لاڈو دائی اور مائی لاڈلی بیگم کی شناخت میں وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے پیدائش کے واقعات کی تحقیق میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بات قاری کے لیے یہ واضح کرتی ہے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش کے حوالے سے بیان کردہ تفصیلات اکثر مبالغہ آمیز، مبہم اور تاریخی اعتبار سے غیر مستند ہیں۔

کر کے اس میں اپنی روح پھونکی کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی تولّد پاتا۔ اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کے رُو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا جیسا کہ الہام **یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّة** میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت عامہ ہے اپنی جسمانی خِلقت کے رُو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر اور مؤنث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم الاولاد ہوگا کیونکہ آدم نوع انسان میں سے پہلا مولود تھا۔ سو ضرور ہوا کہ وہ شخص

بقیہ حاشیہ: نبویہ کو بنظر غور دیکھا جائے تو بہت کچھ ان سے ان مکاشفات کو مدد ملتی ہے۔ لیکن یہ قول اسی حالت میں صحیح ٹھہرتا ہے جبکہ مہدی معہود اور مسیح موعود کو ایک ہی شخص مان لیا جائے اور یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دو حدیں مقرر کر دی ہیں اور فرمادیا ہے کہ وہ امت ضلالت سے محفوظ ہے جس کے اول میں میرا وجود اور آخر میں مسیح موعود ہے۔ یعنی ایک طرف وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار روئیں ہے اور دوسری طرف وجود بابرکت مسیح موعود کی دیوار دشمن کش ہے۔ اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو اپنی امت میں داخل نہیں سمجھا جو مسیح موعود کے زمانہ کے بعد ہوں گے اور مسیح موعود کا زمانہ اس حد تک ہے جس حد تک اس کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والے اور یا پھر دیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائیں گے اور اس کی تعلیم پر قائم ہوں گے۔ غرض قرون ثلاثہ کا ہونا برعایت منہاج نبوت ضروری ہے اور پھر نیکی اور پاکیزگی کا خاتمہ ہے اور بعد میں اس گھڑی اور اس ساعت الفناء کی انتظار ہے جس کا علم بجز خدا تعالیٰ کے فرشتوں کو بھی نہیں۔ منہ

جس پر بکمال وتمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی مَیں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ **یا آدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ** جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی کہ جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنّت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانونِ قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے منجملہ اُن کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں اُن کے لئے خاتم الاولاد تھا اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہلِ کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا خدا سے براہِ راست

ہدایت پائے گا جس طرح آدم نے خدا سے ہدایت پائی اور وہ اُن علوم اور اسرار کا حامل ہوگا جن کا آدم خدا سے حامل ہوا اور ظاہری مناسبت آدم سے اس کی یہ ہوگی کہ وہ بھی زوج کی صورت پیدا ہوگا یعنی مذکر اور مؤنث دونوں پیدا ہوں گے جس طرح آدم کی پیدایش تھی کہ اُن کے ساتھ ایک مؤنث بھی پیدا ہوئی تھی یعنی حضرت حوّا علیہا السلام۔ اور خدا نے جیسا کہ ابتدا میں جوڑا پیدا کیا مجھے بھی اِس لئے جوڑا پیدا کیا کہ تا اوّلیت کو آخریّت کے ساتھ مناسبت تام پیدا ہو جائے یعنی چونکہ ہر ایک وجود سلسلہ بروزات میں دور کرتا رہتا ہے اور آخری بروز اُس کا بہ نسبت درمیانی بروزات کے اتم اور اکمل ہوتا ہے اِس لئے حکمت الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ وہ شخص کہ جو آدم صفی اللہ کا آخری بروز ہے وہ اس کے واقعات سے اشد مناسبت پیدا کرے۔ سو آدم کا ذاتی واقعہ یہ ہے کہ خدا نے آدم کے ساتھ حوّا کو بھی پیدا کیا سو یہی واقعہ بروز اتم کے مقام میں آخری آدم کو پیش آیا کہ اس کے ساتھ بھی ایک لڑکی پیدا کی گئی اور اُسی آخری آدم کا نام عیسیٰ بھی رکھا گیا تا اِس بات کی طرف اشارہ ہو کہ حضرت عیسیٰ کو بھی آدم صفی اللہ کے ساتھ ایک مشابہت تھی لیکن آخری آدم جو بروزی طور پر عیسیٰ بھی ہے آدم صفی اللہ سے اشد مشابہت رکھتا ہے کیونکہ آدم صفی اللہ کے لئے جس قدر بروزات کا دور ممکن تھا وہ تمام مراتب بروزی وجود کے طے کر کے آخری آدم پیدا ہوا ہے اور اس میں اتم اور اکمل بروزی حالت دکھائی گئی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۵ میں میری نسبت ایک یہ خدا کا کلام اور الہام ہے کہ **خلق آدم فاکرمہ** یعنی خدا نے آخری آدم کو پیدا کر کے پہلے آدموں پر ایک وجہ کی اس کو فضیلت بخشی۔ اس الہام اور کلام الٰہی کے یہی معنے ہیں کہ گو آدم

صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے اور تمام اہلِ علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا اور نہ میں اکیلا اس کا قائل ہوں۔ جس قدر اکابر اور عارف مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ تمام آخری آدم کو ولایت عامہ کا خاتم سمجھتے ہیں اور حقیقت آدمیہ کی بروزات کا تمام دائرہ اس پر ختم کرتے ہیں اور اپنے کشوف صحیحہ کے رُو سے اسی کا نام آخری آدم رکھتے ہیں اور اسی کا نام مہدی معہود اور اسی کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے بروز کے مسئلہ کو اپنی جہالت سے نظرانداز کر دیا ہے اور خدا کی اس سنت کو جو اُس کی تمام مخلوق میں جاری و ساری ہے بھول گئے ہیں وہ لوگ ایک سطحی خیال کو ہاتھ میں لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی رُوح حدیث معراج کی شہادت سے گذشتہ روحوں میں داخل ثابت ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ آسمان سے اُتارتے اور دُنیا میں لاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس خیال سے مسئلہ بروز کا انکار لازم آتا ہے اور وہ انکار ایسا خطرناک ہے کہ اس سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ تمام ربّانی کتابیں مسئلہ بروز کی قائل ہیں خود حضرت مسیح نے بھی یہی تعلیم سکھلائی اور احادیث نبویہ میں بھی اِس کا بہت ذِکر ہے اس لئے اس کا انکار سخت جہالت ہے اور اس سے خطرہ سَلبِ ایمان ہے اور اسی غلطی سے درمیانی زمانہ کے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فیج اعوج کا نہایت برا لقب پایا اور اس اجماع کو بھول گئے جو حضرت ابوبکر کی

زبان سے ماماحمد الاّ رسول پر ہوا تھا۔ غرض یہ پیشگوئی ایک دور دراز زمانہ سے چلی آتی ہے کہ آخری کامل انسان آدم کے قدم پر ہوگا تا دائرہ حقیقت آدمیہ پورا ہو جائے۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں فصّ شیث میں لکھا ہے اور دراصل یہ پیشگوئی فصّ آدم میں رکھنے کے لائق تھی مگر انہوں نے شیث کو الولد سرّ لابیہ کا مصداق سمجھ کر اسی کے فصّ میں اس کو لکھ دیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے ”وعلٰی قدم شیث یکون آخر مولود یولد من ھذا النوّع الانسانی وھوحامل اسرارہٖ. ولیس بعدہ ولد فی ھٰذا النّوع فھوخاتم الاولاد. وتولد معہٗ اختٌ لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون رأسہٗ عند رجلیھا. ویکون مولدہ بالصّین ولغتہ لغت بلدہ. ویسری العُقم فی الرجال والنساء فیکثرالنکاح من غیر ولادۃ. ویدعوھم الی اللّٰہ فلا یجاب “ یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے جو شیث کو دیئے گئے تھے اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اُس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اُس سے پہلے نکلے گی اور وہ اُس کے بعد نکلے گا۔ اُس کا سر اُس دُختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دُختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اُس کے

پیروں کے بعد بلا توقف اُس پسر کا سر نکلے گا (جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔) اور پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اُس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ کا عارضہ سرایت کرے گا۔ نکاح بہت ہوگا یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رُکیں گے مگر کوئی صالح بندہ نہیں ہوگا اور وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا مگر وہ قبول نہیں کریں گے۔ اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی شرح میں لکھا ہے وہ یہ ہے۔

پہلا مولود جو آدم کو بخشا گیا وہ شیث ہے اور ایک لڑکی بھی تھی جو شیث کے ساتھ بعد اُس کے پیدا ہوئی پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اوّل اور آخر میں ہوتی ہے وہ نوع انسان میں متحقق کرے اس لئے اُس نے ابتدا سے مقدر کر رکھا تھا کہ طرز ولادت پسر آخری پسر اوّل سے مشابہت رکھے پس پسر آخر جو خاتم الخلفاء تھا اور بموجب اس پیشگوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقاء مغرب میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں سے پیدا ہونے والا تھا نہ عرب سے اور وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل تھا۔ اور پیشگوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اُس کے بعد یعنی اُس کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علّت عقم سرایت کرے گی یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام پس اُن پر قیامت قائم ہوگی۔

اب واضح ہو کہ شیخ موصوف کی یہ پیشگوئی اگرچہ کسی صریح حدیث سے اب تک ثابت نہیں ہوئی لیکن اشارۃ النّص ہمیں اس بات کی طرف توجہ دیتی ہے کہ یہ پیشگوئی قرآن میں موجود ہے کیونکہ اوّل تو قرآن نے بہت سے

''حضرت والد مخدوم من سلامت ! مراسم غلامانہ وقواعد فدویانہ بجا آوردہ معروض حضرت والامیکند چونکہ دریں ایام برأی العین می بینم و بچشم سر مشاہدہ میکنم کہ در ہمہ مما لک و بلاد ہر سال چناں و بائے مے افتد کہ دوستاں را از دوستاں وخویشاں را از خویشاں جدا میکند وہیچ سالے نہ می بینم کہ ایں نائرہ عظیم وچنیں حادثہ الیم درآں سال شور قیامت نیگفند ۔ نظر برآں دل از دنیا سرد شدہ ورواز خوف جان زرد ۔ واکثر ایں دو مصرع مصلح الدین سعدیؒ شیرازی بیاد می آیند واشک حسرت ریختہ مے شود ۔

مکن تکیہ بر عمرنا پائیدار مباش ایمن از بازیٔ روز گار

ونیز ایں دو مصرع ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحت دل میشود ۔

بدنیائے دوں دل مبند اے جواں کہ وقتِ اجل میرسد ناگہاں

لہٰذا میخواہم کہ بقیہ عمر در گوشۂ تنہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچینم و بیاد او سبحانہ مشغول شوم مگر گذشتہ را عذرے ومافات را تدارکے شود ۔

عمر بگذشت ونماند است جز ایامے چند بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

کہ دنیا را اساسے محکم نیست وزندگی را اعتبارے نے وَاَیِسَ مَنْ خَافَ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ آفَتِ غَیْرِہٖ

والسلام

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے شیخ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے یہ روایت کہاں سے لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مرزا سلطان احمدؐ صاحب نے مجھے چند پرانے کاغذات دیئے تھے جن میں سے حضرت کی یہ تحریر نکلی تھی ۔ لیکن خاکسار کی رائے میں اگر حضرت صاحب کی صرف تحریر ملی ہے تو اس سے یہ استدلال ضروری نہیں ہوتا کہ آپ نے یہ خط اپنے والد صاحب کے پیش بھی کیا تھا بلکہ خط کے نیچے دستخط اور تاریخ کا نہ ہونا اس شبہ کو قوی کرتا ہے ۔

﴿262﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب کی دائی کا نام لاڈو تھا اور وہ ہاکونا کو بروالوں کی ماں تھی ۔ جب میں نے اسے دیکھا تھا تو وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی ۔ مرزا

سلطان احمدؐ بلکہ عزیز احمد کو بھی اسی نے جنایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس سے اپنی پیدائش کے متعلق کچھ شہادت بھی لی تھی۔ اپنے فن میں وہ اچھی ہوشیار عورت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ یہاں کسی عورت کے بچہ پھنس گیا اور پیدا نہ ہوتا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ لاڈو کو بلا کر دکھاؤ۔ ہوشیار ہے چنانچہ اسے بلایا گیا تو اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہو گیا۔ مگر والدہ صاحبہ کہتی تھیں کہ تم میں سے کسی کی پیدائش کے وقت اسے نہیں بلایا گیا۔ کیونکہ بعض وجوہات سے اس پر کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ عزیز احمد کی پیدائش کے وقت جب لاڈو آئی تو ان دنوں میں اسے خارش کی مرض تھی۔ چنانچہ اس سے عزیز احمد کو خارش ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ تمہارے تایا کے گھر میں اکثر لوگوں کو خارش ہو گئی اور آخر ادھر سے ہمارے گھر میں بھی خارش کا اثر پہنچا۔ چنانچہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں خارش کی تکلیف ہو گئی تھی۔

﴿263﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہاں بیگم ہے اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپیہ مقرر ہوا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے نانا جان صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد صاحب دہلوی کے خاندان سے ہیں۔ اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہو گئے۔

﴿264﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے۔ جو کرم ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا ایک دوست تھا۔ جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائیداد تھا اور لاکھوں روپے کا مالک تھا۔ مگر اس کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ جو اُس کا وارث ہوتا۔ اس نے مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لئے دعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے۔ مولوی عبدالعزیز نے مجھے بلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے اس بارہ میں خاص طور پر دعا کے لئے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لئے کہا۔ آپ

صاحب مسکرا کر فرمانے لگے کہ میں آپ سے بہتر جانتا ہوں مگر پھر بھی لگا لینا چاہیے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی یار محمد صاحب ایک بڑے مخلص احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان کو بہت محبت تھی مگر چونکہ ان کے اندر ایک خاص قسم کا دماغی نقص تھا اس لئے غالباً اسے مدنظر رکھتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کی سفارش پر یہ الفاظ عرض کئے ہوں گے۔ لیکن بایں ہمہ حضرت صاحب نے ان کے لگائے جانے کی سفارش فرمائی جو شائد اس خیال سے ہوگی کہ ایک تو ان کیلئے ایک ذریعہ معاش ہو جائیگا اور دوسرے شائد کام میں پڑنے سے ان کی کچھ اصلاح ہو جاوے۔ اور یہ جو حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں ان کو آپ سے بدتر جانتا ہوں۔ یہ اس لئے تھا کہ مولوی یار محمد صاحب کی اس دماغی حالت کا نشانہ زیادہ تر خود حضرت مسیح موعودؑ رہتے تھے۔ اور بہتر کی جگہ بدتر کا لفظ استعمال کرنا غالباً معاملہ کی اصل حقیقت کو ظاہر کرنے کیلئے تھا اور شائد کسی قدر بطور مزاح بھی ہو۔

﴿364﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دائی کو بلا کر اس سے شہادت لی تھی کہ آپ کی ولادت توام ہوئی تھی اور یہ کہ جولڑکی آپ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ پہلے پیدا ہوئی تھی اور اس کے بعد آپ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس کے تحریری بیان پر اس کے انگوٹھے کا نشان بھی ثبت کروایا تھا اور بعض دوسری بوڑھی عورتوں کی شہادت بھی درج کروائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔

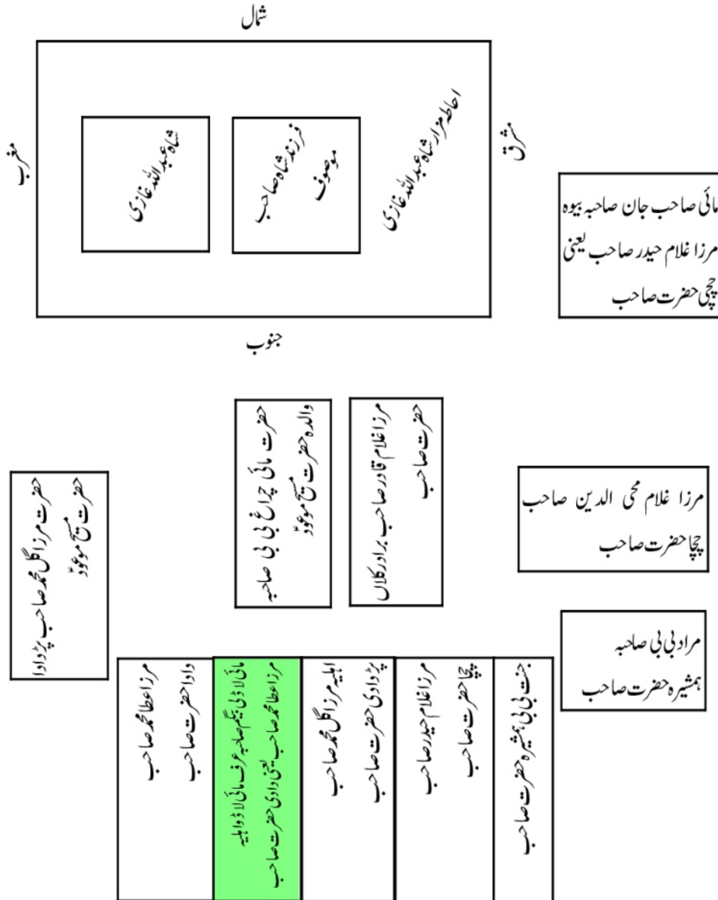
﴿365﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم بھیروی کی زبانی سُنا ہے کہ ایک دفعہ کوئی انگریزی خوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ عربی زبان میں مفہوم کے ادا کرنے کے لئے انگریزی کی نسبت زیادہ طول اختیار کرنا پڑتا ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اچھا آپ انگریزی میں ''آب من'' کے مفہوم کو کس طرح ادا کریں گے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے لئے ''مائی واٹر'' کے الفاظ ہیں۔ حضرت صاحب

نیچے سے اس کے پاؤں کی زور سے چٹکی لی۔اس نے دو تین چیخیں ماریں اور زمین پر گر پڑی۔حضور علیہ السلام مسجد سے گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور استفسار فرمایا تو حضرت اماں جان اور سب چپ ہوگئیں۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ ''میں نے کئی بار کہا ہے کہ نماز کے وقت ایسی باتیں نہ کیا کرو۔'' آپ علیہ السلام ہنستے بھی جاتے کیونکہ حضورؑ کو معلوم ہوگیا تھا کہ مذاق کیا گیا ہے۔

﴿1473﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ''اللہ دتہ و علی محمد چھینبے وغیرہ سکنائے سوہل تحصیل و ضلع گورداسپور ابتدائے دعویٰ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے وقت اکثر معترض رہتے تھے اور ہر حرکت و سکون پر اعتراض کرتے رہتے تھے۔ مینار (جو نزول گاہ مسیح موعودؑ ہے) پر بھی معترض تھے کہ ''مینار کہاں ہے؟'' جس پر حضرت مسیح کا نزول احادیث میں آیا ہے ایک روز حضرت صاحبؑ کے حضور عرض کیا گیا کہ مولوی اللہ دتہ وغیرہ سوہلوی (چھینبے) مینار کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''جس وقت مینار بنے گا اس وقت یہ چھینبے کہاں ہوں گے؟ (یعنی ہلاک ہو چکے ہوں گے) چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک طاعون سے ہلاک ہوا اور دوسرا علی محمد زندہ درگور کی حالت میں ہے، کبھی کلام کرتا نہیں سنا گیا۔

﴿1474﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائی فوت ہوئی تھیں تو حضورؑ نے افسوس کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ''آج ہماری دائی صاحبہ فوت ہوگئی ہیں۔''

﴿1475﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورؑ نے ایک بزرگ کا ذکر کیا کہ وہ دعا کرتے اور جواب جناب الٰہی سے آتا کہ تمہاری دعا مردود ہے، قابل قبول نہیں۔اتفاق سے ان کا ایک مرید ملنے کے لئے آ گیا۔جب حسب دستور انہوں نے دعا شروع کی تو جناب الٰہی سے وہی جواب ملا جو روز ملا کرتا تھا۔آخر مرید نے بھی وہ جواب سن لیا تو اس نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کی کہ جبکہ یہی جواب آتا ہے کہ تمہاری دعا مردود ہے قابل قبول نہیں تو آپ دعا ترک کیوں نہیں کر دیتے؟ تو پیر نے جواباً فرمایا کہ تم دو تین رات میں ہی سن کر



﴾759﴿ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔میاں محمد فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ سب جج درجہ اول سیالکوٹ نے ایک خط حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔اور اس کے ہمراہ ایک حلفیہ بیان پنڈت دیوی رام صاحب ولد متھرا داس کا بھجوایا تھا۔ پنڈت صاحب دودو چک تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور کے رہنے والے ہیں اور کسی زمانہ میں نائب مدرس قادیان تھے۔اور آجکل اُپ پردھان آریہ سماج دودو چک تحصیل شکر گڑھ ہیں۔حضرت امیر المؤمنین ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز

اپیل برائے مالی معاونت

جامعہ ختمِ نبوت گوجرانوالہ میں تقابل ادیان و مذاہب اور درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم جاری ہے، جہاں طلبہ کو دینی و علمی میدان میں مضبوط بنیاد فراہم کی جاتی ہے۔ موجودہ دور کی شدید مہنگائی کے باعث جامعہ کے تعلیمی و انتظامی اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہم مخیر حضرات سے دل کی گہرائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ماہانہ بنیادوں پر 20، 30 یا 50 ڈالر (یا اپنی استطاعت کے مطابق) مستقل معاونت فرما کر اس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیں۔ آپ کا تھوڑا سا تعاون بھی ہمارے طلبہ کی تعلیم اور جامعہ کے انتظامات کے لیے بہت بڑی مدد ثابت ہوسکتا ہے۔ فنڈز ارسال کرنے کے لیے جامعہ کا بینک اکاؤنٹ، جیز کیش، یا ایزی پیسہ نمبر درج ذیل ہے: (00923247448814) اللہ تعالیٰ آپ کے رزق میں برکت، صحت و سلامتی، اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مخیر حضرات متوجہ ہوں!

مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ ہمارے اس رسالے اور دیگر دینی مطبوعات کی اشاعت میں تعاون فرمائیں، تاکہ یہ کتب مسلمانانِ اہلِ حق کے لیے قادیانیت کے فتنہ کو سمجھنے اور اپنے عقائد کے تحفظ میں مؤثر ثابت ہوں۔ اگر آپ اس رسالے کی طباعت میں حصہ لینا چاہیں تو براہِ کرم ہمارے فراہم کردہ واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔


+923247448814